قابل توجہ خواجہ حسن نظامی صاحب

عالمگیری نسخہ قرآن مجید اور اسکے اغلاط کتابت

(از مولانا حاجی حامد حسن صاحب قادری پروفیسر سینٹ جانس کالج)

ہندوستان میں بہت کم ایسے لوگ ہونگے، جو خواجہ حسن نظامی صاحب کو نہ جانتے ہوں۔ اور ان کی وہ افسوسناک روش بھی کسی پر مخفی نہیں جو انھوں نے عوام کے جہل اور حمق سے فائدہ اٹھانے کیلئے اختیار کر رکھی ہے، لیکن قلق اس بات کا ہے کہ اب انھوں نے قرآن مجید کے متعلق بھی بعض ایسی "جرأتوں" کا اظہار شروع کر دیا ہے جو ایک طرف مخلص ایمانداروں کے لئے روحانی اذیت کا باعث ہو رہا ہے، تو دوسری طرف جاہلوں کیلئے سخت گمراہی کا سبب بن رہا ہے۔ چنانچہ پچھلے دنوں انھوں نے قرآن مجید کی موجودہ ترتیب کو عثمانی (غیر الہامی) کہکر ایک فتنہ کھڑا کیا تھا اور اب کچھ دنوں سے ایک قرآن مجید اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا بتا کر شائع کر رہے ہیں جسمیں کتابت و ہلاک کی ایسی خطرناک غلطیاں ہیں کہ ان کی بنا پر ایک ان پڑھ آدمی بے حد گمراہی میں پڑ جائیگا۔ ہم مولانا حامد حسن صاحب قادری کے ممنون ہیں جنھوں نے ان اغلاط کی ایک مختصر سی فہرست شائع کرکے مسلمانوں کو اس خطرے سے متنبہ کیا ہے۔ "معاصر خیام" کی وساطت سے ہم ذیل میں مولانا موصوف کا وہ مضمون نقل کر رہے ہیں۔ اور اپنے ناظرین سے پرزور الفاظ میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے اپنے حلقے میں اس مضمون کی پوری اشاعت کریں اور کوشش کریں کہ کوئی مسلمان اس قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے، جو خواجہ صاحب مذکورہ بالا نام سے فروخت کرکے شائع کر رہے ہیں۔ نیز خواجہ صاحب سے بھی پوری شدت کے ساتھ گذارش کرتے ہیں کہ خدارا وہ مسلمانوں کے حال پر رحم کریں۔ اور اپنی جدت طرازیوں کیلئے قرآن مجید کو آلہ کار نہ بنائیں۔ اور بہتر تو یہی ہے کہ آپ اسلام کی خاطر مذکورہ بالا قرآن مجید کی اشاعت بھی روکدیں اور اگر بالفرض آپ کا تجارتی مفاد اس کی اجازت نہ دے۔ اور واقعتاً تاریخی حیثیت سے اس کی کوئی اصلیت بھی ہو تو مولانا حامد حسن صاحب کی رائے کے مطابق ضرور ایسی چٹیں چھپوا کر اس پر چسپاں کر دیں جن میں یہ صاف صاف تحریر ہو کہ کوئی غیر حافظ و عالم تلاوت کیلئے اسے نہ خریدے۔ اور اسی مضمون کا اشتہار اپنے اخبار "منادی" میں بھی ہمیشہ شائع کیجئے۔ اگر حقیقتاً آپ کی نیت میں کچھ کھوٹ نہیں تو یقیناً آپ کو ان نیک مشوروں کے قبول کرنے میں کوئی تامل نہ ہونا چاہیئے ورنہ مسلمان یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ آپ نے محض اپنی تجارت کو فروغ دینے کیلئے یہ ایک قسم کا ڈھونگ رچایا ہے۔

(ایڈیٹر)

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر غازی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قلمی قرآن مجید نواب صاحب مانگرول (کاٹھیاواڑ) کے کتب خانہ میں تھا۔ خواجہ حسن نظامی صاحب کو اس کا علم ہوا۔ انھوں نے بڑی کوشش سے وہ مستعار لیا۔ اور صرف کثیر سے اس کا بلاک بنواکر چھپوا دیا۔ یہ اپنی قسم کی پہلی خدمتِ اسلام تھی اور حقیقت میں عجیب نادر تحفہ تھا مسلمانوں نے ویسی ہی اس کی قدر کی۔ اور بقول خواجہ صاحب کے پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ لیکن اسی زمانہ میں بعض لوگوں نے اس کو پڑھ کر دیکھا اور اغلاطِ کتابت کی اتنی کثرت پائی کہ بغیر اعلان اغلاط اس کی اشاعت کو نامناسب سمجھا اور اخباروں میں مضمون لکھے لیکن خواجہ صاحب کی طرف سے اخبارات میں اس کا جواب شائع ہوا کہ لوگ حسد کے سبب سے ایسا کہتے ہیں۔ میں نے بھی اس زمانے میں یہ شور سنا تھا۔ لیکن اسوقت میرے پاس اس کا کوئی نسخہ نہ تھا۔

اسوقت میرے سامنے اس نسخہ عالمگیری کا دوسرا ایڈیشن ہے۔ اور میں نے مختلف مقامات سے اس کو مسلسل پڑھا ہے فی الواقع ہر قسم کی چھوٹی بڑی غلطیاں نہایت کثرت سے ہیں لیکن اسی ایڈیشن کے دیباچہ میں خواجہ صاحب کا یہ جوابِ اعتراض بھی موجود ہے بعینہ نقل کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں۔

> یہ چیز تجارتی مقصد سے شائع نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ ایک مسلمان شہنشاہ کی تاریخی یادگار کو ہر گھر تک پہنچانا تھا۔ مگر افسوس ہے بعض حاسد لوگوں نے تجارتی رقابت کے خیال سے اس کی مخالفت کی اور طرح طرح کے بے سروپا مضامین اخبارات میں شائع کرائے۔ مگر جب ان حاسد لوگوں سے ان کی الزامات کی بابت جواب طلب کیا گیا تو ایک شخص کو بھی جواب دینے کی جرأت نہ ہوئی۔ مسلمان پبلک شہر گیا اور بجنور اور دہلی کے محض تین معترض اشخاص کی نیت کو سمجھ گئی تھی۔ اسلئے ان تینوں کی حاسدانہ تحریروں کا مسلمانوں پر کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ اور قرآن مجید کا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ لے لیا گیا کیونکہ مسلمان جانتے تھے کہ غازی اورنگ زیب کے زمانے میں جو رسم خط تھا۔ اس میں اور آجکل کے رسم خط میں قدرے فرق ہوگیا ہے اور جب قرآن شریف نازل ہوا تھا اور خط کوفی میں لکھا گیا تھا۔ اگر ان قدیمی رسم خط کو آجکل کے خط کے مطابق کرنے کی کوشش کی جائے تو مطابقت قطعاً محال ہوجائے گی۔ کیونکہ پہلے رسم خط میں نہ اعراب تھے، نہ نقطے تھے، نہ مد تھے، نہ تشدید تھی، نہ جزم تھے، نہ حروف کی آجکل کی سی کشش تھی۔ پس حاسدوں کا رسم خط کے فرق پر اعتراض کرنا ایسا ہی بے نتیجہ اور مہمل تھا جیسا کوئی اس پر اعتراض کرے کہ قرآن مجید پر اعراب کیوں ہیں نقطے کیوں ہیں، جزم کیوں ہیں، مدکیوں ہیں، تشدید کیوں ہیں، یہ تو ابتدائی زمانے میں نہ تھے۔"

میں اس بیان کو پڑھکر حیران ہوں کہ کیا سمجھوں اور کیا کہوں اس نسخہ میں غلطیوں کا حدِ شمار سے بڑھکر ہونا میری نظر میں ہے اور خواجہ صاحب کی یہ تحریر نظر کے سامنے۔ خواجہ صاحب کی نیت بخیر ہونے میں شک نہیں۔ ان کو تجارت مقصود ہے نہ ہونے سے انکار کرنے کی میرے پاس کوئی وجہ نہیں۔ مسلمان شہنشاہ کی تاریخی یادگار کو ہر گھر تک پہنچانے کا شوق بالکل بجا اور مسلم ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ یہ پیچھے دار تحریر اور پیچدار جواب اُن کے قلم سے کیوں کر نکلا۔ مجھے اس وقت یاد نہیں کہ ان کے تجارتی رقابت رکھنے والے حاسد لوگ کون تھے اور انھوں نے کیا کیا اعتراضات کئے تھے اور خواجہ صاحب کی جواب طلبی پر کسی ایک شخص کو بھی جواب دینے کی جرأت ہوئی تھی یا نہیں۔ لیکن خواجہ صاحب سے یہ سوال ہے کہ انھوں نے ابتدائً نہ سہی اعتراضوں کی تصدیق و تکذیب ہی کیلئے اس

نسخہ کے دس پانچ صفحے پڑھکر بھی دیکھے تھے یا نہیں۔ میرا حسن ظن یہ ہے کہ انھوں نے پڑھکر نہ دیکھا ہوگا۔ لیکن کہیں اختلاف کتابت پر نظر پڑ گئی ہوگی یا کسی نے کہہ دیا ہوگا کہ اختلاف قرأت یا اختلاف رسم خط کے علاوہ کوئی غلطی نہیں ہے وہی خواجہ صاحب نے لکھ دیا۔ لیکن اگر یہ بات ہے تو یہ جواب لکھنا نہایت خلاف احتیاط اور قاریوں کی غلط خوانی کا گناہ اپنے سر لینا تھا۔ خواجہ صاحب کو دیکھنا چاہیے تھا کہ اس نسخہ میں

۱۔ اختلافِ قرأت ہے۔ ۲۔ اختلاف رسم خط ہے۔
۳۔ نقطے چھوٹ گئے ہیں۔ ۴۔ ایک نقطے کی جگہ دو نقطے لگا دئے گئے ہیں۔
۵۔ دو نقطوں کی جگہ ایک نقطہ دیدیا گیا ہے۔ ۶۔ حرف کچھ کا کچھ لکھ دیا گیا ہے۔
۷۔ الف وصل لکھنے سے رہ گیا ہے۔ ۸۔ بے ضرورت الف لکھدیا گیا ہے۔
۹۔ حرف کا حرف چھوٹ گیا ہے۔ ۱۰۔ لفظ غلط لکھ دیا گیا ہے۔
۱۱۔ تحریر ایسی مسخ ہوگئی ہے کہ آیت کے الفاظ کچھ کے کچھ پڑھے جاتے ہیں۔

اور اس کے ساتھ خواجہ صاحب کو اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے تھا کہ اس نسخہ کے خریداروں میں وہ لوگ بھی ہوں گے جو حافظ نہیں ہیں۔ وہ لوگ بھی ہوں گے جو عربی کے عالم نہیں ہیں وہ لوگ بھی ہوں گے جو صرف یادگار عالمگیری سمجھکر نہیں بلکہ تلاوت کیلئے خریدیں گے۔ وہ لوگ بھی ہوں گے جن کے پاس تلاوت کیلئے ایک ہی نسخہ ہوگا۔

میں نے اغلاط کی جو اقسام اوپر درج کی ہیں۔ یہ مجھے تھوڑے سے حصے میں ملی ہیں۔ جتنا میں نے پڑھکر دیکھا ہے تمام قرآنمجید کی تلاوت نہیں کر سکا۔

اختلاف رسم خط کی تو یہ صورت ہوتی ہے کہ مثلاً سورہ یسین میں ہے اِنِّیٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّکُمْ فَاسْمَعُوْنِ ؕ یہ طرز تحریر ہندوستان کے تمام جدید مطبوعہ نسخوں میں ہے۔ بالکل یہی صورت حضرت عالمگیرؒ نے اختیار کی ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ (اِنِّیٓ) کے نون کا زیر اس طرح لگایا ہے (اِنّیٓ) یعنی کھڑا زیر۔ باقی اعراب و مد وغیرہ سب یکساں ہیں۔ لیکن قرآن مجید مطبوعہ مصر میں اس طرح لکھا ہوا ہے (إِنِّیٓ ءَامَنتُ) یعنی پہلے الف کے نیچے ہمزہ لکھکر اس کے نیچے زیر ہے۔ مد بجائے نون کے اوپر لکھنے کے ی کے اوپر لکھا ہے دوسرے الف پر کھڑا زبر یا الف ممدودہ لکھنے کی جگہ الف سے پہلے ہمزہ لکھکر ممدودہ کا اظہار کیا ہے۔

دوسری مثال یہ ہے کہ جہاں الف مقصورہ ہوتا ہے وہاں صرف کھڑا زبر لگایا کرتے ہیں جیسے مٰلِكِ۔ عُقْبٰهَا۔ خٰلِدِیْنَ۔ وغیرہ۔ ہندوستان میں یہی رسم خط ہے اور نسخہ عالمگیری میں یہی ہے۔ لیکن مصری رسم خط میں معمولی زبر بھی لگاتے ہیں اور کھڑا زبر بھی دونوں ایک ہی حرف پر ہوتے ہیں۔ مثلاً۔ مَٰلِكِ۔ عُقۡبَٰهَا۔ خَٰلِدِینَ۔ یہ اختلاف بقول خواجہ صاحب کے صرف قدرے ہے ورنہ ہر جگہ آجکل کے رسم خط کے مطابق ہے۔ اس نسخہ میں جو غلطیاں قابلِ اعتراض ہیں وہ رسم خط و قرأت کی نہیں ہیں۔ بلکہ اس سے سخت غلطیاں ہیں جن کی ایک ایک دو دو مثالیں درج کرتا ہوں:۔

(۱) نسخہ عالمگیری ص۵ سورہ بقر۔ وَمَا کَا وُا مُهْتَدِیْنَ لکھا ہوا ہے۔ یعنی (کانوا) نون بلاک میں آنے اور چھپنے سے رہ گیا۔ اس کا نقطہ اور پیش موجود ہے۔

(۲) صٰ (سورہ بقر) وَيُفْسِدُ وْرَ فِي الْاَرْضِ لکھا ہوا ہے۔ یعنی نون پورا نہیں بنا۔ اس کا نقطہ بھی نہیں ہے جس سے نون پڑھ لیا جاتا۔ (ر) کی صورت بنی ہوئی ہے اور (رے) پڑھی جاسکتی ہے۔

(۳) صٰ (سورہ بقر) اِ یِّیْ) جاعل فی الارض لکھا ہوا ہے یعنی اِ نِّیْ کے نون کا شوشہ نہ نقطہ۔

(۴) صلا (سورہ بقر) وَاِذْ وٰاعَدْ یَا لکھا ہوا ہے۔ یعنی نون کا نقطہ نہیں ہے

(۵) صلا (سورہ بقر) لعلکم تھتذِ ون لکھا ہوا ہے یعنی دال کی ذال ہوگئی ہے۔

(۶) ص۲۵ (سورہ بقرہ) ان یذکر فیھا اسمُاُ وسعی فی خرابھا لکھا ہوا ہے یعنی (اسمہ) میں (ہ) نہیں بنی۔

(۷) ص۲۵ (سورہ بقرہ) نعمتی التِیْٓ اَنْعَمْتُ لکھا ہوا ہے۔ یعنی (اَلَّتِیْٓ) کا تشدید نہیں ہے۔ حالانکہ اور تشدید کے موقع پر تشدید موجود ہے۔

(۸) ص۲۷ (سورہ بقرہ) لاینال عَھْدِیَ الظّٰلمین لکھا ہوا ہے یعنی (ی) پر زبر لکھا ہوا ہے۔ حالانکہ یہ زبر رسم خط کے خلاف ہے۔ اگر اختلاف قرأت ہے تو کسی مصر و ہند کے نسخہ میں ایسا نہیں ہے۔

(۹) ص۳۰ (سورہ بقرہ) وَلَکُ اعمالکم لکھا ہوا ہے یعنی (لکم) کا میم نہیں بنا۔ اس کا جزم موجود ہے قلمی نسخہ میں مٹ گیا ہوگا۔ بلاک میں نہیں آیا۔

(۱۰) ص۳۰۷ (سورہ یونس) اعبد اللہ الذی یتوَفکمُ لکھا ہوا ہے یعنی (ف) پر تشدید نہیں ہے۔ اور کھڑے زبر کی جگہ پڑا زبر ہے۔ حالانکہ یہ دونوں چیزیں اور مقامات پر موجود ہیں۔

(۱۱) ص۳۱ (سورہ ہود) اَلَی یوم یاتیھم لکھا ہوا ہے یعنی (اَلَا) کی جگہ (اَلَی) لکھا ہے۔ یہ کوئی رسم خط کبھی کا اور کہیں کا نہیں ہے۔

(۱۲) ص۳۲۴ (سورہ ہود) مَنْ یَّاتیہِ عَذَابُ یُخْزِیْہِ لکھا ہوا ہے۔ یعنی (ب) پر تنوین نہیں ہے۔ ایک پیش ہے اور یہ از روئے قواعد نحو یہ غلط ہے اور اس کا رسم خط سے کوئی تعلق نہیں۔

(۱۳) ص۳۲۴ (سورہ ہود) کان لم بَغْنُوْا فیھا لکھا ہوا ہے یعنی (یغنوا) میں ی کے دو نقطوں کی جگہ ایک نقطہ ہے اسلئے ی کی جگہ ب پڑھی جاتی ہے۔

(۱۴) ص۳۲۴ (سورہ ہود) وَبِئْسَ الْوِرْدُ لْمَوْرُود لکھا ہوا ہے یعنی (المورود) کا الف وصل نہیں ہے۔

(۱۵) ص۳۳۱ معَاذ اللہ لکھا ہوا ہے۔ یعنی ع کی جگہ غ پڑھا جاتا ہے۔

(۱۶) ص۳۳۴ سطر ۹ (سورہ یوسف) اٰوٰیٓ اِلَیْہِ اَبَوَیْہِ لکھا ہوا ہے۔ یعنی (ابویہ) میں ی کے نقطے نہیں ہیں حالانکہ اس سے نیچے کی سطر ۱۰ پر یہی لفظ پھر آیا ہے اور اس پر ی کے دونوں نقطے موجود ہیں۔

(۱۷) ص۳۵۱ (سورہ رعد) ویحافون سوء الحساب لکھا ہوا ہے۔ یعنی خ کا نقطہ نہیں ہے ح پڑھی جاتی ہے۔

(۱۸) ص۳۵۲ (سورہ رعد) جنّٰتُ عدن ید خلوا نھا لکھا ہوا ہے۔ یعنی (ید خلونھا) میں ایک الف زائد لکھ دیا ہے اس کا تعلق رسم خط سے نہیں ہے۔ یہاں الف کا کوئی کام ہی نہیں۔

(۱۹) ص۳۵۵ (سورہ ابراہیم) وما کان لنا ان تاتیکم بسلطن۔ لکھا ہوا ہے۔ یعنی (ناتیکم) ہونا چاہیے تھا۔ نون کے ایک نقطے کی جگہ دو نقطے بنا دیے ہیں صیغہ متکلم کی جگہ صیغہ مخاطب ہوگیا۔ (۲۰) ص۲۲ (سورہ بقر) من کان عدوًا للّٰہ وملئکتہ ورسلہ وجبرئیل ومیکئیل لکھا ہوا ہے۔ حالانکہ ہندوستانی و مصری قرآن شریف میں جبریل ومیکٰل ہے یعنی دونوں جگہ ہمزہ نہیں ہے۔ قرآن شریف میں ان دونوں کے نام ہر جگہ بغیر ہمزہ کے آئے ہیں اور میکال میں ی بھی نہیں ہے۔ نسخہ عالمگیری میں اس طرح پڑھا جاتا ہے جس طرح عام طور پر بولتے ہیں۔ جبرئیل ومیکائیل۔

(۲۱) ص۶۲۶ (سورہ یٰسین) ان یردن الرحمٰن بضر لا تغن عنی شفاعتھم لکھا ہے۔ یعنی (تغن) صحیح ہے۔ ایک نقطہ دینے کے سبب سے بجائے ت کے ن بن گیا اور صیغہ حاضر کی جگہ صیغہ متکلم ہوگیا۔

(۲۲) ص۶۲۸ (سورہ یٰسین) الا وحمۃ منا ومتاعا الی حین لکھا ہوا ہے یعنی رحمۃ کی (ر) کی جگہ (و) لکھنے سے لفظ ہی بدل گیا۔

(۲۳) ص۶۲۸ (سورہ یٰسین) وما تاتیھم من اٰیۃ من اٰیٰت ربھم لکھا ہوا ہے۔ یعنی ایک نقطہ کم لگنے سے ی کی جگہ ب پڑھی جاتی ہے۔

(۲۴) ص۶۳۱ (سورہ یٰسین) ولقد اضل منکم جبلا کثیرا اما لم تکونوا تعقلون لکھا ہوا ہے۔ یعنی یہاں تحریر مسخ ہوگئی ہے اسطرح لکھا جانا چاہیے تھا (کثیرا افلم) اور بادشاہ نے اسی طرح لکھا بھی ہوگا۔ لیکن اتفاق سے غالباً قلمی نسخہ ہی میں رمز مطلق کی علامت (ط) آگے کے الف سے مل گئی اور اس کا اوپر کا حصہ مٹ گیا۔ موجودہ صورت میں (کثیرا ما) پڑھا جا سکتا ہے (فلم) کی ف کا نقطہ بھی رہ گیا ہے۔

(۲۵) ص۸۳۷ (سورہ مدثر) ویزد الذین اٰمنوا ایمانا لکھا ہوا ہے، حالانکہ صحیح (یزداد) ہے (اد) لکھنے سے رہ گیا۔ اگر حافظ یا عالم نہ ہو تو کون قاری اس غلطی کو پکڑ سکتا ہے یوں ہی پڑھ لے گا۔

یہ ۲۵ غلطیاں جو میں نے بطور نمونہ گنائی ہیں۔ نسخہ عالمگیری کے بیس صفحوں کی ہیں اور پورے قرآن مجید میں ۸۷۲ صفحے ہیں۔ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ باقی ۸۵۲ صفحوں میں کتنی ہو سکتی ہیں۔ قرآن مجید کی کتابت میں ایک نقطہ یا زیر زبر کی غلطی بھی بہت ہوتی ہے۔ ان غلطیوں میں بعض جگہ حرف یا لفظ نا تمام بنے یا چھپے ہیں۔ ان پر تو معمولی ناظرہ خواں بھی اٹک جائیگا۔ اور سمجھ لیگا کہ لکھنے چھپنے سے رہ گیا لیکن نقطوں کی کمی یا بیشی یا حرف و لفظ کا ردو بدل ہر شخص محسوس نہیں کر سکتا۔ اب ناظرین غور کریں کہ غلطیوں کا یہ عالم ہے اور خواجہ حسن نظامی صاحب کا وہ جواب کہ رسم خط میں قدرے فرق ہوگیا ہے۔ گویا اس "قدرے فرق" کے علاوہ کوئی غلطی نہیں ہے۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ اس موقع پر خط کوفی کے ذکر اور پہلے نقطہ و اعراب نہ ہونے کے تذکرہ کی کیا ضرورت تھی۔ اور اس فقرے کا کیا محل تھا کہ "جب قرآن شریف نازل ہوا تھا اور خط کوفی میں لکھا گیا تھا اگر اس قدیم رسم خط کو آجکل کے خط سے مطابق کرنے کی کوشش کی جائے تو مطابقت قطعاً محال ہو جائیگی" کیا خواجہ صاحب اس نسخہ عالمگیری کے خریداروں کو یہ سمجھانا چاہتے تھے کہ جب قدیم و جدید رسم خط کی مطابقت محال ہے تو جو کوئی جیسا لکھ دے ٹھیک ہے۔ میں عرض کر چکا ہوں کہ اس نسخہ میں اول تو رسم خط کا اختلاف ہے ہی نہیں اور کہیں ہے تو وہ زیادہ قابل اعتراض نہیں۔ بڑی غلطیاں شہنشاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کے سہو کتابت یا قلمی نسخہ میں مٹ جانے اور بلاک میں نہ چھپنے کے سبب سے ہیں لیکن وہ اتنی زیادہ ہیں کہ ان پر اس طرح پردہ ڈالنا جیسا خواجہ صاحب نے ڈالنے کی کوشش کی ہے بڑا ظلم ہے۔

امید ہے کہ خواجہ صاحب میری صاف گوئی کو معاف فرمائیں گے۔ میری ان کی کبھی کی دید شنید بھی نہیں ہے اور مجھے تجارتی حسد و رقابت کا موقع بھی نہیں ہے۔ میرا ان کا پیشہ الگ الگ ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ ان نسخوں پر ایک چٹ چھاپ کر لگا دی جائے اور اشتہار میں بھی لکھ دیا جائے کہ اس نسخہ میں غلطیاں موجود ہیں۔ اس لئے کوئی غیر حافظ و عالم اس کو تلاوت کے لئے نہ خریدے - فقط